رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ANTONIO CITY DELY. 28 MAR 34 TEXAS

NEW YORK

جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی اے بار ایٹ لاء
سپرنٹنڈنٹ دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان
برائے
لاہور

فاروق

ایڈیٹر:- میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت بفضل تعالےٰ قابل حمد ہے۔ حضور ۲۵ مارچ کو کشمیر کمیٹی کے اجلاس کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور اسی روز بخیریت تمام واپس رونق افروز دارالامان ہوئے۔

(۲) حضرت ام المومنین کی طبیعت زیر اشاعت ایام میں علیل رہی۔ گو نسبتاً پہلے سے آرام ہے۔ لیکن کامل صحت کے لئے احباب دعا فرماویں۔

(۳) ۲۶ مارچ کو عید الضحیٰ ہوئی۔ جس کے بعد قربانی کی گئی اور حسب منشا حضرت صاحب تمام غربا و مساکین دارالامان کے گھروں پر گوشت پہنچایا گیا۔ حضور کا ارشاد تھا۔ کہ زیادہ قربانیاں عید کے دن ہوں۔ اور جو احمدی قربانی نہیں کر سکتے۔ ان سب کے گھروں میں عید کے دن گوشت پہنچایا جاوے اور تمام وہ گوشت جو احباب بطور خود غربا میں تقسیم کیا کرتے ہیں۔ ایک جگہ انتظام کے ماتحت پہنچا دیں۔ وہاں سے منتظمین سب کے گھروں پر پہنچا دیں گے۔

(۴) انشاء اللہ اپریل سے فاروق بڑے سائز پر ہفتہ وار شائع شروع ہوگا۔ احباب اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے بیش از پیش خدمت سلسلہ کی توفیق دے۔

(۵) جو احباب مجلس مشاورت پر تشریف لائیں۔ وہ فاروق کے نام اخبار جاری کرانا چاہتا ہوں۔ جو سالانہ چندہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔ اور نصف چندہ دو دو روپیہ ادا کر دیں۔ تو ان کو سال بھر تک فاروق ملتا رہے گا۔

(ب) مکرمی ڈاکٹر مہر علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کی خوشی میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک پرچہ کا چندہ سالانہ ارسال فرمایا ہے۔ اس کے عیوض دو غیر مستطیع احمدیوں کے نام نصف قیمت ادا کرنے پر سال بھر کے لئے فاروق جاری کیا جائے گا۔ احباب اس مولود مسعود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کی دعا فرماویں خاکسار ایڈیٹر فاروق ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد عرض کرتا ہے

ہماری عید اور چاند

عید قربان

کوئی ہے عید پر قرباں کسی پہ عید قرباں ہے
ہماری عید قربانِ "نظیرِ حسن و احساں" ہے
"ہلالِ عید گردوں پر حسن ہم کس لئے ڈھونڈیں
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

حسن رہتاسی

ناظرین فاروق کو عید مبارک

کی خریداری ضرور منظور فرما کر جائیں۔

فاروق دس خریداروں کو نصف قیمت میں

(الف) مکرمی اخویم چودھری محمد لطیف صاحب بی اے سب جج نے چار خریداروں کا سال بھر کا چندہ اپنی جیب سے عطا فرمایا ہے۔ جس کے عیوض میں ایسے آٹھ خریداروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوم خلافت

۱۴ مارچ کو جو جلسہ یوم خلافت کی یادگار میں زیر اہتمام لوکل انجمن احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ اس میں یہ نظم سلسلہ کے مشہور شاعر مکرمی حسن رہتاسی صاحب نے فی البدیہ لکھکر سنائی۔
(ایڈیٹر)

نبی کی آنکھ کے تارے بھی نبیوں کے قمر بھی ہیں
نبوت کے شجر کی شاخ کے گل بھی ثمر بھی ہیں
صف باطل کہاں ٹھیرے حسن محمود کے آگے
کہ یہ صدیق کے مسند نشیں فضل عمر بھی ہیں

بوقتِ حمدِ حق تعلیٰ الفاظ کی ہے جان خطرے میں
نبی کی یا امامِ وقت کی تکذیب کرنے سے
بہار آیا جو چکریں زلازل کے تصادم سے
نہیں ہندوستاں مخصوص ان آفات کی خاطر
نہیں موقوف مونگھیر و مظفر پور۔ پٹنہ پر
نہیں محفوظ یورپ بھی نبی اللہ نے فرمایا
کیا جب خون ناحق اس نے ناکردہ گناہوں کا
حبیب اللہ خاں کیا جانتے تھے آپ کے پیچھے
بگڑ جائیں جب آب و باد۔ آتش خاک آپس میں
صحائف آسمانی پہلی قوموں نے بگاڑے سب
سر منبر نہ کر واعظ وہ باتیں آپڑے جس سے
تجھے شاید نہیں معلوم۔ یہ دار الخلافت ہے
یہ وہ دار الاماں ہے جس میں ملتی ہے اماں سب کو
تمیز خویش و بیگانہ مرے مسلک سے خارج ہے
یہاں ہر ایک ایمن ہے ہر اک رنج و مصیبت سے
ملا ہے اسقدر غلبہ یہاں سے دین فطرت کو
سپر غضِ بصر کی جب ہوئی دو چار۔ پھر کیا تھا
بغاوت پر نہ اترا اور نہ ہو مغرور مہلت پر
تری دکان اونچی ہی سہی۔ پر یاد رکھ ناداں *
کوئی دم کی ہے مہماں اب تو شمعِ زندگی تیری
ریاکاریِ زاہد دیکھکر اور اس کے لالچ کو
زمین و آسماں خائف ہیں جب دوزخ کی ہیبت سے
کہاں تو! اور کہاں یہ بحرِ نعمت سرورِ عالم

معانی سے بھی ہے نعت نبی کی شان خطرے میں
اگر ہو غوثِ اعظم بھی۔ تو ہے ایمان خطرے میں
ہوا چھوٹا بڑا حیران و سرگردان خطرے میں
بلوچستان اور ایران عربستان خطرے میں
بر و بحر و بیابان دشت ریگستان خطرے میں
کہ سکانِ جزائر میں ہے انگلستان خطرے میں
پڑا اپنے ہی ہاتھوں سے فغانستان خطرے میں
امان اللہ خاں تھے۔ آہ نادر خان خطرے میں
تو پھر کیونکر نہ موجودات کی ہو جان خطرے میں
مگر ان دست بردوں سے نہیں قرآن خطرے میں
ہماری جان خطرے میں تیرا ایمان خطرے میں
کہ جس کے رعب سے دشمن کے ہیں اوسان خطرے میں
نہ ہیبت جان سرکش ہے نہ ننّے خان خطرے میں
بسا کھی رام دھوکے میں نہ عیدے خان خطرے میں
مگر خطرے میں شاید تو ہو یا شیطان خطرے میں
کہ سب ادیان باطل کی پڑی ہے جان خطرے میں
پڑا گھر بیٹھے ہی تیرِ صفِ مژگان خطرے میں
کہ مغرورِ خلافت ہے عظیم الشان خطرے میں
اگر پکوان پھیکا ہے تو ہے دُکّان خطرے میں
کہ جیسے ایک شب کا ہو کوئی مہمان خطرے میں
خدر کہتی ہیں حوریں اور ہیں غلمان خطرے میں
تو کیوں پروردہ جنت نہ ہو انسان خطرے میں
حسن۔ حسّان عاجز ہے یہاں سحبان خطرے میں

* گڑھے میں اونچی بلڈنگ ہے مگر یہ یاد رکھ ناداں (دُکّان) (حسن رہتاسی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۹

مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد پٹیالوی

میں مشابہت تامہ

ناظرین کرام۔ ممکن ہے۔ کہ مقالہ ہذا کی سرخی بعض دوستوں کو گراں گزرے۔ خدا شاہد ہے۔ کہ اس کے لکھتے وقت مجھے خود بھی سخت گراں گذر رہا ہے۔ مگر میں کیا کروں۔ بدقسمتی سے میں مولوی محمد علی صاحب کی مایۂ ناز تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کر بیٹھا ہوں۔ جس کے متعلق مدت سے میرے دل میں بھی خاص قدر و منزلت تھی۔ اور اس کے مطالعہ کی تحریک بھی زیادہ تر اس لئے ہوئی۔ کہ آج کل پیغام صلح میں مولوی محمد علی صاحب کے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غرضیکہ ہر گفتگو اور پراگندہ خیالات میں اپنی تفسیر بیان القرآن کا ہی پروپیگنڈا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ آخر مولوی محمد علی صاحب اب نہ سہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کی طرف دیرینہ منسوب تو مشہور ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک انگریزی تفسیر القرآن حضرت صاحب کے ایک دیرینہ خادم سے شائع ہوئی۔ اور تھوڑا بہت حضرت صاحب کا منشا پورا ہوا مگر اب مولوی صاحب موصوف کی تفسیر کے بالاستیعاب مطالعہ کرنے پر میری مایوسی اور پریشانی اور دلی رنج کی کوئی حد نہ رہی جبکہ میں نے دیکھا۔ کہ یہ تفسیر تو سراسر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی بھر کے مشن کے خلاف لکھی گئی ہے۔ حضرت صاحب کا تو یہ منشا تھا۔ کہ جو روحانی علوم اور دلائل اور روشن نشان تازہ بتازہ میں لے کر آیا ہوں۔ یہ کسی طرح غیر ممالک کو بھی پہنچ جائیں۔ مگر برعکس اس کے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے تمام زور اور جد و جہد کو حضرت صاحب کے عقائد۔ خیالات اور اجتہاد اور حتمی اور یقینی استدلال کی تردید میں صرف کر دیا ہے۔ سوائے وفات مسیح کے مسئلہ کے جو سرسید اور ڈاکٹر عبدالحکیم وغیرہ کا مشترکہ مصدقہ مسئلہ ہے۔ باقی **ختم نبوت۔ رسالت۔ کفر و اسلام۔ ولادت مسیح** وغیرہ کل خصوصی مسائل جن کے متعلق حضرت صاحب نے سینکڑوں ہزاروں صفحات تالیف فرمائے ہیں۔ ان سب کو ایک ایک کر کے اس تفسیر میں غلط ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلکہ یوں سمجھ لیا جاوے۔ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد نے اپنے ارتداد کے بعد کے زمانہ میں اپنی تفسیر القرآن میں جو ترمیم و تنسیخ کی۔ اور باقی جو کرنی چاہتا تھا۔ وہ سب مع کئی اضافوں کے مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں درج کر دی ہے گویا بالفاظ دیگر مولوی محمد علی صاحب نے تفسیر القرآن میں عبدالحکیم پٹیالوی کا مشن پورا کیا ہے۔ نہ کہ اس حقیقی اور زندہ اسلام کا مشن جو حضرت صاحب ثریا سے لائے تھے۔

اللہ اللہ حضرت صاحب کو الہام ہوتا ہے۔ کہ الرحمٰن علّم القرآن۔ اس کی ماتحت آپ کو نئے اور تازہ علوم قرآنی دیئے گئے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے ان سب علوم کو نہ صرف پس پشت ہی ڈالا۔ بلکہ بالکل اس کے خلاف تفسیر القرآن شائع کی۔ پھر نہ معلوم وہ کس لحاظ سے اس تفسیر کو حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل پر مبنی قرار دے رہے ہیں

حالانکہ جب مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق حکم عدل تسلیم کرتے ہیں۔ اور کسی زمانہ ماضی میں نبی و رسول اور پیغمبر آخر زمان بھی تسلیم کرتے رہے ہیں۔ تو اپنے سابقہ ایمان کی نہ سہی کم از کم موجودہ غلط انعام ایمان کی ہی لاج رکھ لیتے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے خلاف اس طرح برملا صف آرائی نہ کرتے۔

مولوی صاحب کو خوب معلوم ہے۔ کہ حضرت صاحب نے اپنے منصب کے متعلق بارہا کھول کر بیان فرمایا ہے۔ کہ:-

"میں حیران ہوں۔ کہ ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آنے والا موعود حکم ہو کر آئے گا۔ دوسری طرف حالت یہ ہے۔ کہ ایک بات بھی ماننے کو تیار نہیں۔ پھر وہ حکم کس بات کا ہوگا..... حکم اسے کہتے ہیں۔ جو قاضی ہو۔ اور غلطیاں نکال کر اصلاح کرے۔"

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۸)

پس اس لحاظ سے تو ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ بہت احتیاط سے کام لے۔ حضرت صاحب کی بیان فرمودہ دلیل یا اجتہاد سمجھ میں نہ بھی آئے۔ تو بھی اس کو اپنا نقص فہم سمجھے۔ نہ یہ کہ خود مجتہد بن کر اختلاف کی آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ طریق ادب یہی ہے۔

کم از کم ان امور میں جن کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے تصدیق یا تنقید یا تردید نہ ایک مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ پوری وضاحت سے فرما دی ہے۔ یہاں تک کہ ان امور کو قرآن و حدیث کے مطابق بدلائل ثابت بھی کر کے ایمانیات اور عقائد کا جزو قرار دے دیا ہے۔ ان امور میں تو ایک احمدی کہلانے والے کے لئے کسی طرح بھی شایاں نہیں کہ وہ ایک لفظ بھی اس کے خلاف بولے یا لکھے۔ ورنہ سے یک قلم دوری از آں عالیجناب۔ موجب کفر است و خسران و تباب کا مصداق ٹھہرے گا

عبدالحکیم مرتد کی مثال ہمارے لئے بطور سبق اور عبرت کے موجود ہے۔ اس کی پہلی تحریروں میں دیکھو۔ کہ حضرت صاحب

نوٹ: کبھی کبھی اخبار والوں کو طلب دیتے ہیں۔ اور کبھی اپنی قابلیت کی داد کے متمنی ہوتے ہیں۔ اور کبھی لوگوں کو اسکی مفت اشاعت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ غرضیکہ جسقدر ایک دکاندار سند اپڑ جانے کی حالت میں اپنی کتاب کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو سب کچھ مانتا ہوا بظاہر نہایت ادب اور اخلاص اور نیک نیتی سے اعتراض کرتا ہے۔ مگر حضرت صاحب جیسے صاحب معرفت و فراست انسان کو اس کے پہلے اعتراض سے ہی ارتداد کی بو آگئی۔ اور فوراً مکھی کی طرح باہر نکال کر پھینک دیا۔ اور اس کے فتنہ کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی نہ صرف اتنا ہی کیا۔ بلکہ اس برگزیدہ انسان نے جو چوبیس گھنٹہ الہام ربانی میں پرورش پاتا تھا۔ عبدالحکیم کے مرض کو متعدی جان کر اور میرا تو ایمان ہے۔ کہ اس متعدی مرض میں بہتوں کو خفیہ طور پر مبتلا دیکھ کر حقیقۃ الوحی جیسی مبسوط اور مدلل اور ضخیم کتاب تالیف فرمائی۔ اور آئندہ آنیوالے الہامی۔ اعتراضی اور ارتدادی فتنوں کا کلی طور پر سدباب فرما دیا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اب تک جتنے فتنے بھی اٹھے ہیں۔ ان سب کا رد اور جواب اسی کتاب میں موجود ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے غیر مبائع دوست حقیقۃ الوحی کے نام سے اس طرح گھبراتے ہیں جس طرح ثناء اللہ ۲۶ اپریل کے اخبار اہلحدیث سے

مگر چونکہ یہ مقدس ہستیاں اللہ تعالےٰ کے صفات کی ظل ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ نے اپنی غیر معمولی ستاری اور عیب پوشی اور وسیع حوصلگی کے ماتحت ان خفیہ مریضوں کو اس وقت ننگا نہ کیا۔ کیونکہ وہ خود ننگے ہونے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے حضورؑ نے اپنی کمال مہربانی اور مروت کے ماتحت ایسے مخفی مریضوں کا علاج اس کتاب کے ذریعہ فرمایا۔ تاکہ ان مریضوں میں سے جتنے بھی شفا پا جائیں اور ارتداد سے بچ جائیں۔ اتنا اچھا ہے۔

چنانچہ پیغامی فتنہ بھی میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اسی مرتد پٹیالوی کے باقیات میں سے ہے۔ میں نے نہایت غور سے ڈاکٹر عبدالحکیم اور اہل پیغام حضرات کی تحریروں اور مخالفانہ اعتراضوں کا مطالعہ اور مقابلہ کیا ہے۔ میں اس حتمی اور یقینی نتیجہ پر پہنچا ہوا ہوں۔ کہ ان ہر دو حضرات کو بلحاظ ذہنیت۔ نفسانیت اور ایمانی حالت کے باہمی حد درجہ کی مشابہت۔ مطابقت اور مناسبت ہے۔ بلکہ مجھے خواہ کوئی غالی اور مبالغہ کرنیوالا ہی کہیوں

پھر جب ہماری طرف سے ان کو حقیقۃ الوحی سے حوالے دے کر جواب دیئے گئے۔ تو انہوں نے وہی اپنا سابق مسلک اختیار کیا۔ جو مرتد پٹیالوی کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ یعنی حضرت صاحب کی پہلی کتب اور تحریرات کو پیش کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ انہی تحریروں کے متعلق حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں نہایت معقولیت اور وضاحت سے سب کچھ سمجھا دیا تھا۔ چونکہ ان غیر مبائع حضرات کا منشا اصلاح نہ تھی۔ صرف پھوٹ ڈال کر الگ ایک جماعت

نہ قرار دے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ بے چارہ عبدالحکیم تو صرف آلۂ کار ہی بنایا گیا تھا۔ دراصل یہی پیغامی عمائدین ہی اس کے اعتراضات کے روح رواں تھے۔ اس میں صرف نقص یہ تھا۔ کہ وہ ظاہر ہو گیا۔ اور ان حضرات میں یہ ہوشیاری والی خوبی تھی۔ کہ مستور رہے۔ اور اس کے کندھے پر اعتراضات کی بندوق رکھ کر حملے کئے۔

پس حضرت صاحب کی حیات طیبہ میں تو ان حضرات نے عبدالحکیم پٹیالوی کے ذریعہ اپنے دل کا بخار نکالا اور حضرت صاحب کی وفات کے بعد نڈر ہو کر یہ چال اختیار کی۔ کہ بجائے حضرت صاحب پر براہ راست اعتراض کرنے کے گفتہ اید در حدیث دیگراں کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو اعتراضات کا نشانہ بنایا۔ اور جماعت پر گویا یہ ظاہر کیا۔ کہ ہم تو مخلص اور فرمانبردار احمدی ہیں۔ اور حضرت صاحب کے ہر قول و فعل پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ مگر میاں صاحب نے چونکہ عقائد میں غلو سے کام لیا ہے۔ اس لئے ہم میاں صاحب پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہوتے ہوتے چند ناواقف احمدیوں پر اپنا اعتماد قائم کر کے الگ طور پر لاہور میں ڈیڑھ اینٹ کا تکیہ بنا لیا۔ اس طرح جب اطمینان کا سانس لے لیا۔ تو اب کھل کھیلنا شروع کیا۔ اور انہی اعتراضات کو نہایت دلیری اور آزادی سے دہرانا شروع کر دیا۔ جو حضرت صاحب کی زندگی میں مرتد پٹیالوی کے ذریعہ کرائے گئے تھے۔ اور جن کے جواب حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں ایک ایک کر کے دیئے۔

پیدا کرنا مقصود تھا۔ اس لئے اب تبدیلی عقائد کے انقلابی مسئلہ کے ذریعہ یہ سربستہ راز راز نہیں رہا۔ مسئلہ نبوت۔ ختم نبوت۔ ولادت مسیح۔ مسئلہ کفر و اسلام وغیرہ کئی ایک مسائل میں مولوی محمد علی صاحب کے انقلاب نے جماعت کے ایک حصہ کے درمیان وہی خلیج پیدا کر دی ہے۔ جو پہلے احمدی جماعت اور غیر احمدیوں کے درمیان حائل تھی۔

چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ غیر احمدیوں کا ایک طبقہ اہل پیغام کو دن بدن اپنے نزدیک آتا ہوا محسوس کر رہا ہے۔ اگرچہ ایک طبقہ ایسا بھی ہے۔ جو ان کی دورخی اور دورنگی ڈھال چال اور رفتار گفتار کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تاہم یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم نواؤں کی جلد واپسی کی امیدیں لگ رہی ہیں۔ سو اس خطرناک حالت اور مرحلے سے دوستوں کو بچانے کی خاطر میں یہ سلسلہ مضمون شروع کرنے لگا ہوں اللہ تعالےٰ اس کی تکمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اس نازک ترین معاملہ میں بجائے اپنے اجتہاد اور استدلال کو استعمال کرنے کے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس امر کا التزام یوں کروں۔ کہ پہلے ایک کالم میں ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کے اعتراضات درج کروں۔ اور دوسرے کالم میں حضرت صاحب کی طرف سے اس کا جواب اور تیسرے کالم میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریریں جن میں گویا ایک طرح حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف جواب الجواب کا حق ادا کیا گیا ہے۔ درج کر دوں۔ تاکہ ایک طرف احباب کو غیر مبائعین اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی باہمی مشابہت اور بالکل عین مطابقت معلوم ہو جائے۔ اور دوسری طرف حضرت صاحب کی طرف سے تسلی بخش جواب مطالعہ سے گذر جائے۔ کیونکہ میں نے خوب جانچ پڑتال کر کے دیکھ لیا ہے۔ کہ غیر مبائعین کے اعتراضات کے لئے کسی نئے جواب کی قطعاً ضرورت نہیں۔ وہی جوابات جو حضرت صاحب عبدالحکیم وغیرہ کو دے چکے ہیں۔ کافی و وافی ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد

"جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتہارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے دنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ شوخی اور شرارت اور مرسلین کے ساتھ استہزا کرنے سے عذاب آتا ہے اب سان فرانسسکو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں۔ جناب عالی نے اپنی تصدیق کا ان کو نشان قرار دیا ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ یہ زلزلے آپ کی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۰)

جواب از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں نے کبھی نہیں کہا۔ کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں۔ یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں۔ کسی اور امر کا اس میں دخل نہیں۔ ہاں میں کہتا ہوں۔ کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں۔ کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے۔ کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں۔ تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ تب اس کا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کو سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں۔ اس کے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں۔ کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ سو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونے کا ان کے گذشتہ گناہ تھے۔ مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنیوالے میری سچائی کا ایک نشان تھے ..... یاد رہے۔ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو۔ مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں۔ جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں۔ جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں۔ جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا۔ کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا۔ بلکہ ہر چرند پرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے ..... سو یاد رہے۔ کہ جب خدا کے مرسل کی تکذیب کیجاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے۔ اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲)

مولوی محمد علی صاحب

تفسیر بیان القرآن صفحہ ۱۱۱۷ پر زیر آیت ماکنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا لکھتے ہیں:۔

"جو لوگ ان الفاظ سے یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا۔ جب تک پہلے ایک رسول اسوقت مبعوث نہ کیا جاوے۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے اپنے قوانین کل دنیا کو بتا دیئے ہیں۔ جو عذاب آئیگا وہ ان قوانین کو توڑنے کی وجہ سے آئے گا۔ پس نئے رسول کی ضرورت نہیں۔ اور جو مجدد اس رسول اور اس کی کتاب کی طرف ہوتا ہے۔ وہ محض ظل ہے۔ نہ اصل۔ پھر اگر رسول کی ضرورت ہے۔ تو عین اس مقام پر ہے۔ جہاں عذاب آئے۔ مثلاً جنگ کا عذاب یورپ میں آئے۔ یا کوئی بھاری زلزلہ اٹلی میں آئے۔ اور اس سے دلیل یہ لی جاوے۔ کہ ضرور ہے۔ اس وقت کوئی رسول مبعوث ہو گیا ہو۔ ایسے رسول کا ہندوستان میں (مسیح موعودؑ) مبعوث ہونا خدائے حکیم کا فعل نہیں ہو سکتا جس میں حکمت کچھ بھی نہیں۔ وہ رسول یورپ یا اٹلی میں آنا چاہیئے۔ پھر دوسری دقت یہ ہے۔ کہ ہر رسول کے لئے ایک وقت مقرر کرنا پڑے گا۔ کہ اگر اس کے بعد اتنے عرصہ تک عذاب آئے۔ تو وہ اسکی بعثت کی وجہ سے ہوگا اور اگر اس کی میعاد کے بعد آئے۔ تو نیا رسول چاہیئے اور اب جو عذاب آ رہے ہیں۔ اگر ان کے لئے کوئی نیا رسول پیدا ہونا ضروری ہو چکا ہے۔ تو اب یا آئندہ رسول کی کب ضرورت ہوگی۔ آیا یہ قانون تیرہ سو سال کا بن جائے گا۔ ایسی باتیں کرنا گویا لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ مذہب علم نہیں۔ بلکہ کھیل ہے"۔

ناظرین کرام! ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی اور مولوی محمد علی صاحب کے بیانوں کا آپ نے موازنہ کر لیا ہے۔ کہ بلحاظ نفس مضمون اور اعتراض کے تو خانہ واحد ہے۔ البتہ ہر دو بیانوں میں ایک بین فرق ہے۔ کہ عبدالحکیم خاں نے باوجود ظاہر طور پر مرتد ہو جانے کے بھی ادب اور ظاہر داری کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے ڈاکٹر مرتد کے اعتراض کو اور زیادہ زوردار بنا کر (بلکہ حق گوئی میں غیر مبائع صاحبان نے مجھے معاف کریں) نہایت گستاخانہ اور غیر مہذبانہ اور غیر سنجیدہ رویہ اختیار کیا ہے۔ مزید برآں یہ کہ ڈاکٹر مرتد پٹیالوی نے حضرت صاحب کے اس جواب مندرجہ حقیقۃ الوحی کو دیکھنے سے پہلے لکھا تھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کے اس متذکرۃ الصدر جواب کو پڑھ سمجھ چکنے اور اس پر پندرہ سالہ خاموشی سے مہر تصدیق کر دینے کے بعد حضرت صاحب کے خلاف یہ لہجہ اختیار کیا ہے۔ کہ "غلطی کرتے ہیں"۔ اور ایسی باتیں کرنیوالا (یعنی مسیح موعود علیہ السلام) لوگوں کو یہ بتاتا ہے۔ کہ مذہب نہیں بلکہ کھیل ہے"۔ اب میں اس پر مزید حاشیہ نہیں چڑھاتا کیونکہ میرے غیر مبائع دوست مجھ پر ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور نہ ہی مزید تفصیل کی چنداں ضرورت ہے۔ قسط اول ختم۔ دوسری قسط آئندہ انشاء اللہ۔ (خاکسار فخر الدین ملتانی)

اہل پیغام سے ایک فیصلہ کن مطالبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(منجانب عبدالکریم خاں صاحب یوسف زئی تار ماسٹر پونچھ)

راقم الحروف کو عموماً اہل پیغام سے وقتاً فوقتاً اس موضوع پر کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوٰی نبوت محدثیت تک ہی محدود تھا؟ بات چیت کا موقع ملتا رہا ہے۔ مگر ان کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوٰی نبوت محدثیت کے دائرہ کے اندر ہی اندر بیان ہوتا رہتا ہے غرضیکہ لفظ نبوت ہونٹوں سے باہر نکالنا بھی غالباً گناہ کبیرہ سمجھا جاتا ہے۔ یا غیر احمدیوں کی ناراضگی کا فکر دامنگیر ہو جاتا ہے۔ جب کبھی بھی آپؑ کی نبوت کے متعلق بات شروع ہوئی۔ جھٹ جواب ملتا ہے۔ کہ آپ محدث تھے گویا آپؑ کا دعوٰی امتی نبی ہونے کے متعلق اظہار کرنا بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔

(۱) کیا؟

اہل پیغام کم از کم یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کرنے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ کیا اس میں آپؑ نے صریحاً اعلان نہیں فرمایا تھا۔ کہ آپ کے نبی اور رسول ہونے کے دعوٰی کے استفسار پر محض انکار کے الفاظ میں جواب نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ دعوٰی نبوت کی تشریح کر دینی چاہیئے۔ تاکہ دعوٰی کی اصلیت کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ اور اعتراض بھی رفع ہو جائے۔

(۲) کیا؟

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ کے حاشیہ کی یہ عبارت کہ

"خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے **مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا**"

ان کی نظروں سے کبھی نہیں گذری۔ کیا اس سے بھی یہی نتیجہ نکالیں گے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیض کی برکت سے **نبوت کے مقام** تک پہنچایا جانا بھی محدثیت ہی ہے۔ کیا کبھی محدث بھی باوجود **مقام نبوت** کو پہنچ چکنے کے محدث ہی رہا کرتا ہے۔

(۳) کیا؟

انہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی یہ عبارت

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے **میں ہی ایک فرد مخصوص** ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے **نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا**۔ اور دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں"

پڑھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سابقہ محدثوں کی طرح ہی محض ایک محدث تھے

(۴) کیا؟

"ایک غلطی کے ازالہ" کے یہ الفاظ

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ۔ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام **محدث** رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ **تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے**۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے"

ان کے پتھر جیسے دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتے۔ کیا اس سے وہ مطمئن نہیں ہو سکتے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدعویہ نبوت کا نام محدثیت نہیں رکھا جا سکتا۔ خدا معلوم باوجود اس قدر وضاحت کے بھی **محدث** بمحدث پکارنا کہاں کا انصاف ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسے کھلے اور بین اور سادہ الفاظ کی موجودگی میں بھی اہل پیغام کا محدثیت کی ہی رٹ لگانا کس پالیسی پر مبنی ہے۔

(۵) کیا؟

کشتی نوح صفحہ ۶ کے ان الفاظ نے کہ

"میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ ہزارہا میری ایسی پیشگوئیاں (غیب کی باتیں۔ راقم) ہیں۔ جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں۔ جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے۔ تو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی"

ان کے دلوں میں کبھی بھی حضرت مسیح موعودؑ کے اصلی مرتبہ کی جستجو کی روح نہیں پھونکی۔ کیا یہ عبارت بھی آپ کو محدث کے رتبہ سے بڑھا نہیں سکتی (اہل پیغام کے خیال میں) لیکن ایک "نہ" سو سکھ۔ ایسا کیوں ہو۔ اس لئے کہ غیر احمدی نہ ناراض ہو جائیں۔

(۶) کیا؟

اربعین ۲ میں اللہ تعالےٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمانا۔ کہ

"تو مجھ سے وہ نسبت رکھتا ہے۔ جس کی دنیا کو خبر نہیں"

بھی اہل پیغام کے لئے ہدایت کا موجب نہیں بنتا۔ پھر آپؑ نے مسیح موعودؑ کے بارہ میں اربعین ۲ صفحہ ۲۲ پر جو رقم فرمایا ہے۔ کہ

"حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے۔ مگر انبیاء کی اسمیں شان ہے"

کیا اس مفصل وضاحت کی موجودگی میں بھی انہیں حضرت مسیح موعودؑ کو امتی نبی ماننے میں کوئی عذر ہو سکتا ہے۔

(۷) کیا؟

اہل پیغام اربعین ۲ صفحہ ۲۲ کے ان الفاظ سے کہ

"خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعودؑ کر کے بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے"

کوئی مزید نتیجہ اخذ کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ یا وہی سابقہ محدثیت کی رٹ جاری رہیگی۔

چنانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اربعین ۳ صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں۔ کہ۔

"میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں۔ کہ کوئی میدان میں نکلے اور **منہاج نبوت** پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے۔ کہ خدا کس کے ساتھ ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں اگر اہل پیغام کو منہاج نبوت کے الفاظ غیر موزون معلوم دیتے ہوں۔ تو بے شک اپنے عقیدہ کے مطابق منہاج محدثیت پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر ایسا کرنا شاید انہیں منظور نہ ہو۔ کیونکہ غیر احمدیوں کے ہاتھ سے نکلنے کی فکر میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

پھر

آگے چلیئے۔ آپ اربعین ۳ ضمیمہ صفحہ ۲۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ

"اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا۔ تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے"۔

میرے خیال میں اگر غیر مبائعین کو ناگوار گزرتا ہو۔ تو لفظ نبیوں کی جگہ محدثوں لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ جہاں کہیں نبوت کا سوال اٹھا۔ فوراً محدثیت کا تذکرہ آگھسیڑنا ان کی فطرت میں داخل ہے

اب

ذرا غور کر کے پڑھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں کہاں کہاں امت محمدیہ کے لیے نعمت نبوت کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ غیر تشریعی نبی آنے سے آپ نے کبھی بھی انکار نہیں کیا نہ ہی ایسی امتی نبی کی آمد سے خاتم النبیین کے مفہوم میں کوئی فرق آسکتا۔ بیان فرمایا۔

(ا) "اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کی ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے۔ کہ اس کی افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔ اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعودؑ کو دنیا میں بھیجا"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

(ب) "اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے۔ کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہوں گے۔ کہ وہ اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے نبیوں کے وارث ہو جائیں گے۔ اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۱ و ۲۲)

(ج) "پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے۔ کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۳)

(د) "کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے۔ کہ وہ اس امت میں اس زمانہ میں ہزار ہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے۔ اور ہزار ہا عیسائی مذہب میں داخل کرے۔ مگر ایک شخص بھی ایسا ظاہر نہ کرے۔ جو انبیاء گذشتہ کا وارث اور ان کی نعمت پانے والا ہو"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

الغرض بطور نمونہ یہ حوالجات سرسری نظر سے ایک دو تصانیف میں سے درج کئے گئے ہیں۔ سینکڑوں ایسے کھلم کھلے الفاظ اہل پیغام کی خدمت میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کاش یہ لوگ تعصب کی پٹی اتار کر بنظر غور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصلی دعویٰ کی طرف رجوع کریں زیادہ لمبی بحثوں میں جانا فضول ہے۔ کہاں حضرت مسیح موعودؑ کا مقام نبوت تلک پہنچنے کا دعویٰ اور کہاں محدثیت کی رٹ؟ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں کا بغض کہیں جا نکالا۔ ہمیں برا بھلا کہہ لیتے تو کچھ ہرج نہ تھا۔ لیکن ازراہ کرم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرتبہ کو خفیف کر کے عوام کے سامنے پیش کرنے سے انہیں کیا حاصل ہوگا۔ اسطرح غیر احمدی احباب اور بدظن ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے راستہ سے بھٹکے ہوئے اہل پیغام کو راہ راست پر لے آئے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پیغام

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

البشریٰ کے مؤلف خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب سوہدروی کی ایک خطرناک فروگذاشت کی بدولت عرصہ پندرہ بیس سال سے غیر احمدی کج فہم ملانوں کا اعتراض چلا آتا ہے۔ کہ گویا حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا۔ کہ "اسمع ولدی"۔ حالانکہ اصل کتاب اور اخبار میں یہ الہام یوں ہے۔ کہ "اسمع وارثی"۔ غیر احمدی کج بحثوں کو اصل کتاب کا حوالہ دیکھکر ہمیشہ ملزم و خوار کیا جاتا ہے۔ اور اس کتابتی غلطی کا بوجھ ہمیشہ اور ہر بحث میں مؤلف البشریٰ کے سر پر تھوپا جاتا ہے۔ اور یہی ہونا چاہیے مگر میرے کرمفرما مؤلف موصوف کو اس قدر طویل عرصہ میں کبھی یہ توفیق نہیں ملی۔ کہ خود اپنی غلطی کا اعتراف کسی اخبار میں شائع کر دیتے۔ یا ایک صحت نامہ الگ چھپوا کر بقیہ کاپیوں میں چسپاں کر دیتے۔ اور عام اعلان کر دیتے کہ صحت نامہ احباب منگوالیں۔ خدا جانے اعتراف ذنب سے انہیں کیوں گریز ہے۔ حالانکہ یہ سنت انبیاء ہے۔ خیر ان کی مرضی۔

اس سال سالانہ جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ضرورتاً مؤلف البشریٰ کی اس خطرناک غلطی کا ذکر کر دیا۔ گویا ایک بڑا بھاری پتھر احمدیہ بلڈنگ پر گرا دیا۔ اس پر بجائے اعتراف یا اقرار کے اپنی ذمہ داری پر یوں پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ کہ گویا اسکی تمامتر ذمہ داری علمائے قادیان پر ہے۔ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ایسا نامعقول ہے۔ جو ایک متین سنجیدہ اور معقول اور تعلیم یافتہ انسان کی زبان کو کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا۔ سیدھی بات تھی۔ کہہ دیا جاتا۔ کہ سہو کتابت کی وجہ سے یہ اغلاط واقع ہو گئی ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ کاپیوں میں درست ہوں۔ مگر پتھر پر سنگسازی کے دوران میں سنگسازوں کی مہربانی سے یہ اغلاط واقع ہو گئی ہوں۔ ایک نہایت معمولی بات تھی۔ مگر اس کو اتنا طول دیا گیا۔ کہ بیس سال کے شکریہ کا ذکر خیر بھی آگیا۔ کسی نامعلوم فرضی اجرت کا بھی ذکر آگیا۔ اور اعتراف ذنب سے بھی انحراف کیا گیا۔ اور حسب معمول دو رنگی بھرے جواب میں چند بزرگوں کا نام لکھ کر گول مول لکھدیا گیا۔ کہ ان میں سے بعض کو اجرت بھی دی گئی۔ حالانکہ وہ علمائے قادیان ایک حبہ بھر بھی وصول کرنے سے انکاری ہیں۔ بلکہ بغیر ان کی اجازت اور منظوری کے محض اپنی کتاب کو مستند اور قابل اعتبار بنانے کی خاطر ان علماء کے نام سے شکریہ کے بہانہ فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

کیا اسی تقوے اور مومنانہ دلیری کے برتے پر خانصاحب موصوف آنریری خدمات اسلام کے مدعی ہیں۔ کیا مومنوں کی یہی علامت ہوا کرتی ہے۔ کہ زبان کو توڑ موڑ

کر بات کریں۔ علمائے قادیان کسی کے باپ کے نوکر تھے کہ مطبع تک کی ذمہ واری اپنے سر پر لیتے۔ اور پھر کیا آنریری خدمات اسلام کا مدعی حلفاً کہہ سکتا ہے کہ تمام کاتمام مسودہ اور کاپیاں اور پروف ان علمائے قادیان سے تصحیح کرائے گئے۔ اور جب یہ نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر بتلاؤ۔ کہ تمہارا یہ لکھنا۔ کہ اس کی صحت کی ذمہ واری علمائے قادیان پر ہے۔ صریح کذب ہے یا نہ؟ بھلا یہ بھی کوئی صحت ہوتی ہے۔ کہ راہ چلتے کسی کو کوئی ایک آدھ صفحہ دکھا چھوڑا۔ اور اگر تمام مسودہ بھی ان کو دکھایا گیا ہو۔ تو پھر یہ کتابت اور پروف کی ذمہ واری تو مؤلف پر ہے کتاب قادیان میں نہیں چھپی۔ پھر لاہور کی ذمہ واری قادیان پر سہ ایں خیال است و محال است و جنوں

تعجب ہے۔ اہل پیغام کو تمام رٹیائرڈ کارکن اسی عقل و حواس کے ملتے ہیں۔ کہ لکھتے اور کہتے وقت وہ اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ کہ سہ

بک رہے ہیں جنوں میں وہ کیا کیا

(خاکسار فخر الدین ملتانی)

وصیت

۳۷۸۶۔ مسماۃ مریم زوجہ محمد شفیع قوم گکے زئی عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن نوشہرہ گکے زئیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۳/۹/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی قیمتی تین صد پینسٹھ ۳۶۵/ ایک سیونگ والی مشین قیمتی چالیس روپے ۴۰/ نقد مبلغ ۵۰/ روپیہ بابت حصہ زمین ۵۰/ ایک ہزار پچاس روپیہ جو میری والدہ نے مجھے دینا ہے۔ ان سب کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کروں۔ تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اور آئندہ جس چیز و رقم کی میں مالک ہونگی۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۲۳/۹/۳۲

میں اسکی تصدیق کرتا ہوں محمد شفیع خاوند موصیہ ۲۳/۹/۳۲

گواہ شد:۔ عبدالرحیم کلرک پوسٹ آفس کیمل پور ۲۳/۹/۳۲

گواہ شد:۔ محمد الدین ایمن آباد گکے زئی حال ملازم پولیس کیمل پور ۲۳/۹/۳۲

غیر احمدی مشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(فاروق) رسالہ کذبات مرزا کا جواب جس محنت اور اخلاص سے مکمل اور مدلل مکرمی ماسٹر محمد علی صاحب اظہر نے رقم فرمایا ہے۔ اس کا اجر عظیم خدا تعالےٰ ان کو عطا فرمائے۔ ابھی اس مضمون کا بہت سا حصہ باقی ہے جو انشاء اللہ اسی طرح باقساط فاروق میں مکمل ہو جائیگا۔ اس مضمون کی جسقدر تعریف احباب نے کی ہے۔ اس سے زیادہ کا یہ مستحق ہے۔ انشاء اللہ اسکو مکمل ہو جانے پر کتابی صورت میں شائع کیا جائیگا۔ ایڈیٹر

جھوٹ ۳۷۔ مرزا صاحب۔ "یہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو محکم اور قوی دلائل حقیت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے (جلد ۲ براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۶)

"ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا۔ اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا (براہین احمدیہ جلد ۲ صفحہ ب)

ابو عبیدہ۔ حضرات براہین احمدیہ شائع ہو چکی ہے۔ اس میں تین سو کی بجائے صرف دس دلیلیں بھی اگر دکھا دو۔ تو تین صد روپیہ انعام پاؤ۔ ورنہ توبہ کرو مرزا صاحب کے پیچھے لگنے سے۔ تمہارا مطلب اگر کوئی دنیوی نہ تھا تو پھر ایسے جھوٹ بولنے والے سے کنارہ پکڑو۔"

اظہر۔ یہاں بھی جناب نے اپنے بھائیوں کے قصور چھپانے کی خاطر لا تقربوا الصلوٰۃ کے مسئلہ پر عمل کیا ہے۔ اور الٹا الزام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگا رہے ہیں۔ میں یہاں پوری عبارت (جس کا ٹکڑا آپ نے کاٹ کر دھوکہ دہی کی غرض سے پیش کیا ہے) جو آپ کے سوال کا کافی جواب ہے۔ یہاں نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو

"حقیقی نیکی پر ان کی ہمدردی کا یہ حال ہے۔ کہ اگر کشتی دین کی ان کی نظر کے سامنے ساری کی ساری ڈوب جائے۔ یا تمام دین ایک دفعہ ہی تباہ ہو جائے تب بھی ان کے دل کو ذرہ لرزہ نہیں آتا۔ اور دین کے رہنے یا جانے کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے۔ اگر درد ہے۔ تو دنیا کا اگر فکر ہے۔ تو دنیا کا۔ اگر عشق ہے تو دنیا کا۔ اگر سودا ہے۔ تو دنیا کا۔ اور پھر دنیا بھی جیسا کہ دوسری قوموں کو حاصل ہے۔ حاصل نہیں۔ ہر ایک شخص جو قوم کی اصلاح کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ وہ ان لوگوں کی لاپرواہی سے نالاں اور گریاں ہی نظر آتا ہے۔ اور ہر اک طرح سے یحسرۃ علی القوم کی ہی آواز آتی ہے۔ اوروں کی کیا کہیں۔ ہم آپ ہی سناتے ہیں۔

ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھکر براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا۔ اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔ چونکہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی۔ اس لئے امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسہ تھا۔ جو وہ ایسی کتاب لاجواب کی بڑی قدر کرینگے۔ اور جو مشکلات اسکی طبع میں پیش آرہی ہیں۔ ان کے دور کرنے میں بدل و جان متوجہ ہو جائینگے مگر کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کیا تحریر میں لاویں۔ اللہ مستعان واللہ خیر و ابقی۔

بعض صاحبوں نے قطع نظر اعانت سے ہم کو سخت تفکر و تردد میں ڈالدیا ہے۔ ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا۔ انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ اور یہ امید کی گئی تھی۔ جو امراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظور فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے۔ بطور پیشگی بھیج دیں گے۔ اور ان کی اس طور کی اعانت سے دینی کام بآسانی پورا ہو جائیگا اور ہزارہا بندگان خدا کو فائدہ پہنچیگا۔ اسی امید پر ہم نے قریب ڈیڑھ سو کے خطوط اور عرائض بھی لکھے۔ اور بہ انکسار تمام حقیقت حال سے مطلع بھی کیا۔ مگر بہ استثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی۔ نہ خطوط کا جواب آیا۔ نہ کتابیں واپس آئیں ..... ؎

امید وار بود آدمی بخیر کساں۔ مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ب ۱۳ ع ۱۴۔ اگر تم شکرگزار ہو گے۔ تو میں ضرور ضرور تمہیں زیادہ دونگا۔ اور اگر کفر کرو گے تو یاد رکھو۔ کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے۔"

پس آپ کے بھائیوں نے ناشکری کی۔ جیسا کہ اشتہار مندرجہ بالا سے ظاہر ہے۔ لہذا ایسے حالات کے ماتحت ضروری تھا۔ کہ مکمل براہین احمدیہ کی نعمت سے انہیں محروم رکھا جاتا۔ انہی کے کفران نعمت کی وجہ سے بقیہ اجزا براہین احمدیہ کے طبع ہونے سے رہ گئے۔

سو اس کتاب کے طبع نہ ہونے میں قصور تو تھا آپ کے بھائیوں کا۔ اس پر پردہ ڈالنے کی غرض سے آپ نے سیاق و سباق سے قطع نظر کر کے درمیان میں سے ایک فقرہ لا تقربوا الصلوٰۃ کے مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے چن لیا۔ اور اس کو بنائے اعتراض ٹھیرا لیا۔ کیا ایمانداری اسی کا نام ہے۔ ایسی ایمانداری پر تف ہے۔

---

(۲) مگر رحمت الٰہی نے قوم کو ایک اور رنگ میں نوازا۔ جس کا ذکر اسی براہین احمدیہ حصہ چہارم کے اخیر میں ایک اشتہار بعنوان "ہم اور ہماری کتاب" میں ہے۔ فرمایا ہے۔

"ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اسکی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اسکے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسےٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی۔ جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمرانؑ کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے۔ کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں۔ کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جسقدر اسنے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔ اور اسکے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ جب تک شکوک اور شبہات کی ظلمت کو بکلی دور نہ کرے اپنی تائیدات غیبیہ سے مددگار رہے گا۔"

مندرجہ بالا اشتہار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تائید دین اسلام کے لئے براہین احمدیہ کی چاروں جلدوں جلدوں کو ہی کافی سمجھا ہے۔ اور آئندہ کے لئے تائیدات غیبیہ یعنی نشانات صداقت کے ذریعہ سے دین اسلام کو غلبہ عطا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور حضرت اقدس کو مہدی اور مسیح کے مقام پر کھڑا کر کے ان نشانات کے ظہور کا باعث ٹھیرایا ہے۔ اور ان میں سے بہت سے نشانات کا ذکر آپ کے جھوٹوں کے جوابوں میں آچکا ہے لہذا یہاں کچھ اور تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میرے اس بیان کی تائید براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے۔

"بحمداللہ کہ آخر ایں کتابم مکمل شد بفضل آں جنابم

اما بعد واضح ہو۔ کہ یہ براہین احمدیہ کا پانچواں حصہ ہے کہ جو اس دیباچہ کے بعد لکھا جائیگا۔ خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت سے ایسا اتفاق ہوا۔ کہ چار حصے اس کتاب کے چھپ کر پھر تخمیناً تئیس برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا۔ اور عجیب تر یہ کہ اسّی کے قریب اس مدت میں میں نے کتابیں تالیف کیں۔ جن میں سے بعض بڑے بڑے حجم کی تھیں۔ لیکن اس کتاب کی تکمیل کے لئے توجہ پیدا نہ ہوئی۔ اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد پیدا بھی ہوا۔ کہ براہین احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گذر گیا۔ مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اسکے کہ خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالبہ کے لئے سخت الحاح ہوا۔ اور اس مدت مدید اور اس قدر زمانہ التوا میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے۔ کہ جو بدظنی اور بدزبانی کے گند سے حد سے زیادہ آلودہ تھے۔ اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے۔ مگر پھر بھی قضاء و قدر کے مصالح نے مجھے یہ توفیق نہ دی۔ کہ میں اس کتاب کو پورا کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ قضاء قدر درحقیقت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے احاطہ سے باہر نکل جانا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ .....

..... اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ کے تمام کاموں میں حکمت اور مصلحت ہوتی ہے۔ تو اس عظیم الشان دینی خدمت کی کتاب میں جس میں اسلام کے تمام مخالفوں کا رد مقصود تھا۔ کیا حکمت تھی۔ کہ وہ کتاب تخمیناً تئیس برس تک مکمل ہونے سے معرض التوا میں رہی۔ اس کا جواب خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کوئی انسان اس کے تمام بھیدوں پر محیط نہیں ہو سکتا۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ یہ ہے کہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کہ جو شائع ہو چکے تھے۔ وہ ایسے امور پر مشتمل تھے۔ کہ جبتک وہ امور ظہور میں نہ آجاتے۔ تبتک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصہ کے دلائل مخفی اور مستور رہتے اور ضرور تھا۔ کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں۔ اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جابجا مستور ہے۔ جو اس عاجز پر ہوا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا۔ کہ جو پیشگوئیاں اسمیں درج ہیں۔ ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پس اس لئے خدائے حکیم و علیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا۔ کہ جبتک وہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں۔

اور یاد رہے۔ کہ کسی مذہب کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یعنی اس بات کے ثبوت کے لئے کہ وہ مذہب منجانب اللہ ہے۔ دو قسم کی فتح کا پایا جانا ضروری ہے۔ اول یہ کہ وہ مذہب اپنے عقاید اور اپنی تعلیم اور اپنے احکام کی رو سے ایسا جامع اور اکمل اور اتم اور نقص سے دور ہو۔ کہ اس سے بڑھ کر عقل تجویز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کر سکے۔ اور کوئی نقص اور کمی اسمیں دکھلائی نہ دے اور اس کمال میں وہ ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہو۔ یعنی ان خوبیوں میں کوئی مذہب اس کے برابر نہ ہو۔ جیسا کہ یہ دعوے قرآنی شریعت نے آپ کیا ہے۔ کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا۔ اور میں نے پسند کیا۔ کہ اسلام تمہارا مذہب ہو۔ .....

(دوم) پھر دوسری قسم فتح کی جو اسلام میں پائی جاتی ہے جس میں کوئی مذہب اس کا شریک نہیں۔ اور جو اس کی سچائی پر کامل طور پر مہر لگاتی ہے۔ اس کی زندہ برکات اور معجزات ہیں۔ جن سے دوسرے مذہب بکلی محروم ہیں۔ یہ ایسے کامل نشان ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ سے نہ صرف اسلام دوسرے مذاہب پر فتح پاتا ہے۔ بلکہ اپنی کامل روشنی دکھلا کر دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

یاد رہے۔ کہ پہلی دلیل اسلام کی سچائی کی جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں۔ یعنی کامل تعلیم وہ درحقیقت اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ مذہب اسلام منجانب اللہ ہے۔ ایک کھلی کھلی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ایک متعصب منکر جس کی نظر باریک بین نہیں ہے۔ کہہ سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ ایک کامل تعلیم بھی ہو اور پھر خدا تعالےٰ کی طرف سے نہ ہو۔ پس اگرچہ یہ دلیل ایک دانا طالب حق کو بہت سے شکوک سے مخلصی دیکر یقین کے نزدیک کر دیتی ہے۔ لیکن تاہم جب تک دوسری دلیل مذکورہ بالا اس کے ساتھ منضم اور پیوستہ نہ ہو۔ کمال یقین کے مینار تک نہیں پہنچا سکتی۔ اور ان دونوں دلیلوں کے اجتماع سے سچے مذہب کی روشنی کمال تک پہنچ جاتی ہے .....

میں نے پہلے ارادہ کیا تھا۔ کہ اثبات حقیت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائمقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا۔ اور مذکورہ بالا دلائل کے لکھنے کے لئے مجھے شرح صدر عنایت کیا۔ اگر میں کتاب براہین احمدیہ کے پورا کرنے میں جلدی کرتا۔ تو ممکن نہ تھا کہ اس طریق سے اسلام کی حقانیت لوگوں پر ظاہر کر سکتا کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ جو اسلام کی سچائی پر قوی دلیل ہیں۔ مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے وہ موعودہ نشان کھلے کھلے طور پر دنیا پر ظاہر ہوتے۔ ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ معجزات اور نشانوں کا لکھنا انسان کے اختیار میں نہیں۔ اور دراصل یہی ایک بڑا ذریعہ سچے مذہب کی شناخت کا ہے۔ کہ اس میں برکات اور معجزات پائے جائیں۔ .....

یہ خدا کا ایک خاص نشان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس وقت تک مجھے زندہ رکھا۔ یہانتک کہ وہ نشان ظہور میں آگئے۔ تب وہ وقت آگیا۔ کہ پنجم حصہ لکھا جائے۔ اور اس حصہ پنجم کے وقت جو نصرت حق ظہور میں آئی۔ ضرور تھا۔ کہ بطور شکر گزاری کے اس کا ذکر کیا جاتا۔ سو اس امر کے اظہار کے لئے میں نے براہین احمدیہ کے پنجم حصہ کے لکھنے کے وقت جس کو درحقیقت اس کتاب کا نیا جنم کہنا چاہیئے۔ اس حصہ کا نام نصرت الحق بھی رکھدیا۔ تا وہ نام ہمیشہ کے لئے اس بات کا نشان ہو۔ کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل اوراق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصرت الحق لکھا گیا۔ مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے۔ کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے۔ جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں۔ بعد اس کے ہر ایک صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا۔" (دیباچہ صفحہ آتا ۷) (باقی وارد)

جھوٹ ۳۸۔ مرزا صاحب۔ "اوتیت صفۃ الاحیاء والافناء" خطبہ الہامیہ صـ۲۳ یعنی مجھے مردوں کو زندہ کرنے اور زندوں کو مارنے کی طاقت دی گئی ہے ابو عبیدہ۔ حضرات کون بے وقوف ہے۔ جو اس دعوٰی کو مزاق کا نتیجہ نہ سمجھیگا۔ مرزا صاحب نے کس مردے کو زندہ کیا۔ اور کس زندہ کو مردہ کیا۔ ایک سلطان محمدؐ کو فنا کر کے اپنی منکوحہ آسمانی بھی واپس نہ لا سکے۔ فافہم ایہا الناظرون

اظہر۔ آپ اپنی بے وقوفی دوسروں پر کیوں تھوپتے ہیں اپنی جہالت کا الزام دوسروں کو کیوں دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ آنجناب ہی پرلے درجہ کے بے وقوف اور جاہل ہیں۔ بلکہ ابوجہل جو جہل مرکب ہونے کی وجہ سے مشرح ترین عبارت کے مفہوم کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اور ایک چھوٹی سی عبارت کی نقل کرتے وقت بھی اپنی بے وقوفی کا اظہار کئے بغیر کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ میں اصل عبارت اور اس کا اردو ترجمہ یہاں نقل کر دیتا ہوں۔ جس سے حقیقت خود واضح ہو جائے گی۔

"فجئت فی الحلیتین المھزودتین المصبغتین بصبغ الجلال و صبغ الجمال۔ واعطیت صفۃ الافناء والاحیاء من الرب الفعال۔ فاما الجلال الذي اعطیت فھو اثر لبروزی العیسوي من اللہ ذی الجلال لا بید بہ شر الشرک المواج الموجود في عقائد اھل الضلال۔ المشتعل بکمال الاشتعال الذي ھو اکبر من کل شر في عین اللہ عالم الاحوال۔ ولا ھدم بہ عمود الافتراء علی اللہ والافتعال۔ واما الجمال الذي اعطیت فھو اثر لبروزی الاحمدي من اللہ ذی اللطف والنوال۔ لا عید بہ صلاح التوحید المفقود من الالسن والقلوب والاقوال والافعال واقیمہ بہ امر التدین والانتحال (خطبہ الہامیہ صـ۲۳-۲۴)

پس میں زرد رنگ والے دو لباسوں میں آیا ہوں۔ جو جلال اور جمال کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں۔ اور مجھکو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھکو ملی ہے۔ لیکن وہ جلال جو مجھکو دیا گیا ہے۔ وہ میرے اس بروز کا اثر ہے۔ جو عیسوی بروز ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہے۔ تاکہ میں اس شرک کی بدی کو نابود کروں جو گمراہوں کے عقیدوں میں موج مار رہی ہے۔ اور موجود ہے اور اپنی پوری بھڑک میں بھڑک رہی ہے۔ اور جو حالات کے جاننے والے خدا کی نظر میں ہر ایک بدی سے بڑھ کر ہے اور تاکہ میں اس کے ذریعہ سے اس افتراء کے ستون کو گرا دوں۔ جو خدا پر باندھتے ہیں۔ لیکن وہ جمال جو مجھکو ملا ہے وہ میرے اس بروز کا اثر ہے۔ جس کا نام بخشش کرنیوالے خدا کی طرف سے بروز احمدی ہے۔ تاکہ میں اس کے ذریعہ سے توحید کی نیکی کو جو زبانوں اور دلوں اور باتوں اور کاموں سے جاتی رہی ہے۔ واپس لاؤں۔ اور اس کے ذریعہ سے دینداری کے امر کو قائم کروں۔"

پیش کردہ فقرہ کے سیاق وسباق نے جو اس فقرہ کے

(باقی آئندہ پرچہ میں ملاحظہ ہو)

قیمت نقد — اس پر کوئی کمیشن کسی کو نہیں دیا جائیگا — قیمت نقد

بہت بڑی رعایت اور انعام بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف ۲۵ مارچ سے ۲۵ اپریل ۱۹۳۴ء تک

پانچ روپیہ کی کتب کا سٹ صرف دو روپیہ میں

احباب اتنی بڑی رعایت پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ذیل میں سات قسم کے سٹ ہیں۔ ہر ایک میں پانچ پانچ روپیہ کی کتب ہیں۔ سٹ حسب منشا اور ضرورت انتخاب کرکے فوراً خرید لیں۔ اگر کوئی دوست بجائے سٹ خریدنے کے کتب حسب انتخاب خریدیں گے۔ تو نصف قیمت لی جاوے گی۔ بہتر صورت یہ ہے۔ کہ کئی ایک دوست اکٹھے مل کر کتب بذریعہ ریلوے پارسل طلب کریں۔ یا مشاورت کے موقع نقد قیمت بھیجکر منگوالیں۔ تو محصول ڈاک کی کفایت رہے گی۔ سٹ کی صورت میں صرف ان کے نمبر ہی لکھنے کافی ہیں۔ کتابوں کے نام لکھنے کی ضرورت نہیں۔

نمبر ۷	نمبر ۶	نمبر ۵	نمبر ۴	نمبر ۳	نمبر ۲	نمبر ۱
لیکچر لاہور ۵ر	نور الحق عربی ۶ر	زندہ نبی ۱ر	مکتوبات مسیح ۶ر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	فصل الخطاب ۸ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
شہادت لیکھرام ۱ر	چرخہ احمدی ۴ر	جھوک مہدی ۱ر				
لیکچر لاہور ۵ر	نور الحق عربی ۶ر	زندہ نبی ۱ر	مکتوبات مسیح ۶ر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	فصل الخطاب ۸ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
شہادت لیکھرام ۱ر	چرخہ احمدی ۴ر	جھوک مہدی ۱ر				
لیکچر لاہور ۵ر	نور الحق عربی ۶ر	زندہ نبی ۱ر	مکتوبات مسیح ۶ر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	فصل الخطاب ۸ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
شہادت لیکھرام ۱ر	چرخہ احمدی ۴ر	جھوک مہدی ۱ر				
لیکچر لاہور ۵ر	نور الحق عربی ۶ر	زندہ نبی ۱ر	مکتوبات مسیح ۶ر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	فصل الخطاب ۸ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
شہادت لیکھرام ۱ر	چرخہ احمدی ۴ر	جھوک مہدی ۱ر				
لیکچر لاہور ۵ر	نور الحق عربی ۶ر	زندہ نبی ۱ر	مکتوبات مسیح ۶ر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	فصل الخطاب ۸ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
شہادت لیکھرام ۱ر	چرخہ احمدی ۴ر	جھوک مہدی ۱ر				
لیکچر لاہور ۵ر	نور الحق عربی ۶ر	زندہ نبی ۱ر	مکتوبات مسیح ۶ر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	فصل الخطاب ۸ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
شہادت لیکھرام ۱ر	چرخہ احمدی ۴ر	جھوک مہدی ۱ر				

رعایت کے ساتھ انعام بھی

حمائل شریف مترجم تقطیع کلاں قیمت ۱ر رعایتی عہ

درس القرآن حضرت خلیفہ اولؓ قیمت ۱ر رعایتی عہ

مجلد اعلیٰ سراکو کی قیمت ۱ر للہ رعایتی ۱ر

جو دوست اکٹھی دونوں خریدیں گے ان کو علاوہ رعایتی قیمت لینے کے درثمین مجلد اعلیٰ عہ اور جو سراکو والی جلد لیں گے۔ ان کو درثمین عربی مترجم یا کلید القرآن مع لغات القرآن قیمتی عہ بطور انعام دی جائیگی۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس نادر موقع رعایت سے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور دیگر احباب کو بھی تحریک کریں۔

اہل پیغام کی تردید میں دو زبردست رسالے

ختم نبوت پر فیصلہ مسیح موعود علیہ السلام

اس رسالہ میں بالکل نئے طرز اور نئے انداز سے مولوی محمد علی صاحب کے تمام اہم اور بنیادی اعتراضات اور شبہات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محکم تحریرات کے ذریعہ قلع قمع کیا گیا ہے۔ اس رنگ میں حضرت صاحب کے ختم نبوت کے متعلق تقریباً تمام محکم حوالے اس رسالہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ رسالہ نہایت دلچسپ اور فیصلہ کن ہے۔ قیمت صرف ۱ر ایکدرجن کے ۱۲ عدد احباب کو چاہیئے۔ کہ ان ہر دو رسائل کو غیر مبائعین برادران میں بکثرت بھیج دیں۔

ولادت مسیح پر فیصلہ مسیح موعود علیہ السلام

اس مسئلہ پر آج تک ہماری طرف سے مستقل طور پر کوئی رسالہ شائع کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ مگر چونکہ اہل پیغام اس موضوع پر الگ رسائل کو شائع کرکے نیچریت کی وبا عام طور پر پھیلانے کی کوشش میں ہیں اس لئے اس موضوع پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تمام تحریریں کتابوں اور اخباروں سے مرتب کرکے مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر کے تمام بنیادی اعتراضوں کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ رسالہ ہذا کے مطالعہ سے مولوی محمد علی صاحب کی مایہ ناز تفسیر کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائیگی رسالہ بفضل تعالیٰ نہایت دلچسپ ہے۔ اور نہایت محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۲ر ایکدرجن کے دس عدد

عروج احمدیت۔ اس مضمون میں سلسلہ احمدیہ کی روز افزوں ترقیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کا جن کی تصدیق پر ترقیات ہو رہی ہیں۔ نہایت شرح و بسط اور مؤثر اور دلچسپ پیرایہ میں بیان ہے۔ غیر احمدیوں میں تبلیغ کے لئے از بس مفید ہے مصولی کاغذ دوائے ختم ہیں۔ اچھے کاغذ کی چند ایک کاپیاں موجود ہیں۔ قیمت ۱ر ایکدرجن کے بیس عدد

کتاب گھر قادیان

اہل پیغام کی خاطر دوبارہ مکرر اشتہار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

ع۴۸۴۳۔ مسماۃ بیگم بی بی زوجہ چودھری ولید اد خاں قوم راجپوت سلہریہ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۸ء ساکن مراڑہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد منقولہ معہ حق مہر وغیرہ کل مالیتی ۱۵۰/- روپیہ ہے۔ اس کے پانچواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ حصہ جائداد میں سے اگر کوئی رقم دین وحیات میں ادا کروں۔ تو مجرا شمار فرمائی جاوے۔ اور یہ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی (۱/۵ حصہ) پانچویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کروں۔ تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا

العبد:۔ مسماۃ بیگم بی بی صاحبہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ سید محمد حسین صاحب احمدی آنریری انسپکٹر وصایا۔ قانونگوئی ظفروال ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ ولی داد خاں خاوند موصیہ گواہ شد:۔ شیخ احمد کلرک گورنمنٹ آف انڈیا دفتر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ شملہ۔ سکنہ مراڑہ دستخط انگریزی۔ گواہ شد قائم دین سکنہ مراڑہ دستخط انگریزی۔

ع۴۰۵۷۔ شیخ وزیر محمد نومسلم سابق پری سنگھ ولد بوٹا سنگھ قوم مذہبی سکھ عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت × ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد گیارہ روپے ماہوار ہے۔ میں اسکا دسواں حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ شیخ وزیر محمد نومسلم موصی مذکور نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ عطاء الرحمان کلرک تعلیم وتربیت محلہ دارالضعفاء قادیان۔ گواہ شد:۔ خیر الدین بقلم خود۔ محلہ دارالضعفاء قادیان۔

ع۴۰۸۸۔ منکہ محمد خورشید ولد محمد حسین قوم سکھ زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۲۹/۱۲/۳۲ ساکن دھرم کوٹ ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۹/۱۲/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری آمد ماہوار ۴۵/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنے کے وقت میری جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۲۹/۱۲/۳۲۔ العبد:۔ محمد خورشید پٹواری حلقہ دودھ تحصیل شکرگڑھ حال قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا نکانہ صاحب حال وارد قادیان دارالامان گواہ شد:۔ علی محمد کلارک ملٹری اکونٹس میڈیکل سٹور ڈپو لاہور چھاؤنی حال وارد قادیان ۲۹/۱۲/۳۲۔

ع۴۰۴۲۔ منکہ عبدالرشید ولد مولوی نور محمد صاحب قریشی پیشہ تجارت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء سکنہ کھنہ ڈاکخانہ خاص تحصیل سمبڑیال ضلع لدھیانہ۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری تنخواہ ماہوار آمد مبلغ ۵۰/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ عبدالرشید بقلم خود گواہ شد:۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ سکرٹری وصایا لاہور گواہ شد:۔ غلام محمد جماعت احمدیہ لاہور

ع۴۰۴۳۔ منکہ سراج الدین ولد ملک شرف الدین قوم سکھ زئی پیشہ تجارت عمر پچاس سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۰۷ء سکنہ سمبڑیال ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اسوقت جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان پختہ دومنزلہ واقعہ قصبہ سمبڑیال اور ایک کنال زمین ڈھاب سمبڑیال اور ایک سو بیس ایکڑ زمین ریاست راج پیلا میں ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ بیوپار پر ہے۔ میں اپنے نفع تجارت کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور میری جائداد جو بوقت وفات ہوگی۔ اس کا حق بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ۱/۱۰ حصہ کا ہوگا۔ اور اگر کوئی روپیہ جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو وہ روپیہ جائیداد کی قیمت کے ۱/۱۰ حصہ میں سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد:۔ بقلم خود سراج دین ولد ملک شرف دین قوم سکھ زئی سکنہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ اللہ رکھا ولد ملک کرم الٰہی قوم سکھ زئی سکنہ سمبڑیال۔ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ ملک فیروز الدین ولد حسین محمد بقلم خود۔

ع۳۸۰۰۔ منکہ محمد دین ولد ولی داد قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۸ مئی ۱۹۲۶ء ساکن گلانوالی ڈاکخانہ گگو ماہل تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱/۳۲ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی چاہی ۲ بیگھہ اراضی بارانی ۲ بیگھہ۔ ۱۶ مرلہ چاہی وبارانی واقع موضع گلانوالی مذکور علاوہ ازیں ۱۶ ایکڑ زمین سے ایک بلاک واقعہ چک ۱۶۴ تحصیل ڈوگری ضلع تھرپارکر علاقہ سندھ جو اسوقت غیر آباد ہے۔ امید ہے۔ کہ کوشش سے اچھا ہو جاوے گا۔ علاوہ ازیں حصہ مولیشی جو مشترکہ میرے برادر زادہ محمد علی مبارک علی پسران نبی بخش جو قیمت میرے حصہ کی قریباً ایک سو روپیہ ہے۔ فقط

العبد:۔ محمد دین ولد چودھری ولید اد احمدی ساکن گلانوالی ڈاکخانہ گگو ماہل۔ ضلع امرتسر۔ گواہ شد:۔ چودھری بلند بخش سکرٹری جماعت احمدیہ گلانوالی۔

گواہ شد:۔ حکیم فیروز الدین انسپکٹر بیت المال